بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

تشخصِ مہدی علیہ السلام
اورسعودی علماء کے فتوے

تحقیق وتسوید: محمّد نامدار خان بوزئی

سیال کوٹ [پاکستان] سے ''مکتبہ کتاب و سنّت'' نے ''ظہورامام مہدی؛ ایک اٹل حقیقت'' نامی ایک کتاب چھاپی ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۲۰۰۰ء میں اور بارِ دوم ۲۰۰۲ء میں چھپی تھی۔ کتاب کے مصنف جناب ابو عدنان محمّد منیر قمر صاحب [ترجمان سپریم کورٹ الخبر ؛ سعودی عربیہ] ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے قابل توجہ معلومات وحوالجات انتہائی عرق ریزی سے جمع کی ہیں اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہلِ سنت کے عقائد کے اعتبار سے مہدی علیہ السلام کا ظہور ''**ایک اٹل حقیقت**'' ہے۔

نوجوانوں کی معلومات کی خاطر یہاں یہ بتادینا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اسی نوعیت کی کاوشیں اس سے قبل بھی ہوتی رہی ہیں مگر انمیں کی اکثر مطبوعات میں بیشمار ضروری واہم اوامر کو بالکل نظر انداز کیا گیا تھا اور آج بھی کیا جارہا ہے۔ مثلاً ''تشخص وفرائض مہدی'' یا ''اقبال یا انکارِ بعثتِ مہدی کے سبب آخرۃ میں ملنے والی جزاء وسزاء'' یا خاتم النبیّن ﷺ کی بعثت کے بعد حضراتِ مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی بعثت وضرورت کیسے Justify ہوتی ہے، وغیرہ، وغیرہ!

اس کتاب کا سب سے اہم باب ''سعودی عرب دارالافتاء کی دائمی کمیٹی کا فتویٰ'' ہے۔ جو کہ اصلاً تین فتووں پر مشتمل ہے۔ ذیل میں ہم متعلقہ چاروں صفحات [۱۸۹ تا ۱۹۳] پر درج کلمات من وعن پیش کررہے ہیں؛ ملاحظہ فرمائیں:

''سعودی عرب کے دارالافتاء کی دائمی کیٹی برائے (فتویٰ) نے سماحۃ الشیخ ابنِ باز کی صدارت میں جو ہزارہا بلکہ لاکھوں فتوے صادر کیے ہیں ان کی ترتیب کا کام جاری ہے۔ اور شیخ احمد عبدالرزاق الدوش نے انہیں جمع کر کے شائع کرنا شروع کر دیا ہے جس کی چار جلدیں اس وقت بازار میں موجود ہیں۔ ان میں سے پہلی تین جلدوں میں صرف ''عقیدہ وایمان'' سے متعلقہ مسائل آئے ہیں انہی میں سے تیسری جلد میں امام مہدی کے بارے میں تین فتوے ہیں جنہیں آپ کے لیے اردو کے قالب میں ڈھال کر پیش کر رہے ہیں۔

فتویٰ نمبر ۱۶۱۵ سوال نمبر ۱۱:

سوال: ۔امام مہدی منتظر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں کیا خبر ہے؟

جواب: ۔الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ السلام علی رسولہ وآلہ وصحابہ....وبعد

جہاں تک امام مہدی سے تعلق رکھنے والے جزء کی بات ہے تو اس سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ظاہر ہوں گے اور اس امت پر حکمرانی کریں گے، اس سلسلہ میں سنن ابی داؤد اور ابنِ ماجہ جیسی کتب حدیث میں ان کے ظہور کے زمانہ کی تحدید (ماہ وسال کی تعین) نہیں آئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کی تفصیل کے لیے ''**التصریح فیما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام**'' اسی طرح تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر سورۃ النسآء آیت: **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** (لنسآء:۱۵۸) بلکہ اللہ نے انہیں (حضرت عیسیٰؑ کو) اپنی طرف اٹھالیا۔ دیکھی جاسکتی ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق صحیح احادیث میں ایسی کوئی نص موجود نہیں جو اس بات کا پتہ دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالتحدید (کس ماہ یا کس سال میں) نازل ہونگے۔

البتہ اس بات کا ذکر ضرور ہوا ہے کہ جب دجّال نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

وباللہ التوفیق و صلی اللہ نبیّنا محمدو آلہٖ و صحبہ وسلّم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلميه و الافتاء

ممبر الشیخ عبداللہ بن قعود، ممبر شیخ عبداللہ بن غدیان

ممبر شیخ عبدالرزاق عفیفی، صدر سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ نمبر: ۲۸۴۴:

سوال:۔ براہِ مہربانی مجھے امام مہدی کے ظہور اور اس بات کے صحیح ہونے کے بارے میں فتویٰ دیا جائے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس زمین پر ظہور فرمائیں گے۔کیا ان کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں؟ اثابکم اللہ

جواب:۔ الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ السلام علی رسولہ وآلہ وصحابہ....وبعد

امام مہدی کے ظہور پر دلالت کرنے وای احادیث بکثرت ہیں جو کہ متعدد طریق سے وارد ہوئی ہیں۔اور انہیں محدثین کرام کی ایک بڑی تعداد نے روایت کیا ہے اور اہل علم کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ وہ احادیث تواتر معنوی کو پہنچی ہوئی ہیں۔ان میں سے چوتھی صدی کے امام ابوالحسن الآبریؒ نے، علامہ سفارینیؒ نے اپنی کتاب لوامع الانوار ابہیۃ میں، امام شوکانیؒ نے اپنے رسالہ بنام ''التوضیح فی تواتر احادیث المهدی والدجّال والمسیح'' میں اسی تواتر معنوی کا تذکرہ کیا ہے۔احادیث میں ان کی بعض مشہور و معروف علامات ونشانیوں کا تذکرہ بھی آیا ہے جن میں سے اہم ترین علامت یہ ہے کہ''وہ زمین کے ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد وہ اسے عدل وانصاف سے معمور کردیں گے۔''

البتہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی خاص شخص کے بارے میں جزم ویقین کے ساتھ کہیں کہ فلاں بن فلاں ہی مہدی ہے جب تک اس میں وا ہتمام علامات وہ نشانیاں موجود نہ ہوں جو صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمائی ہیں۔جن میں سے اہم ترین ہم نے ذکر کردی ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔''....الخ

وباللہ التوفیق وصلی اللہ نبیّنا محمد وآلہٖ وصحبہ وسلّم ۔

اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء

ممبر: الشیخ عبداللہ بن قعود، ممبر: شیخ عبداللہ بن غدیان

ممبر: شیخ عبدالرزاق عفیفی، صدر: سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتویٰ نمبر ۷۶۶۴ :

سوال نمبر ۱:

سوال: ۔ مہدی کون ہے؟ اور قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟

جواب: ۔ الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ السلام علی رسولہ وآلہٖ وصحابہ.... وبعد

وہ نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیت سے ہوں گے۔ ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل ہوگا۔ وہ اسلام کی طرف دعوت دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ حجّت قائم کریگا۔ اور ان کے ہاتھوں پر بے شمار لوگوں کو ہدایت بخشے گا۔ اور اگر آپ کو ان کے بارے میں تفصیلی معلومات درکار ہوں تو امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب النہایۃ (نهاية البدايه و النهاية ....الملاحم و الفتن) میں جو تفصیلات ذکر ہیں ان کا مطالعہ کیجئے۔

وباللہ التوفیق وصلی اللہ نبیّنا محمد وآلہٖ وصحبہ وسلّم ۔

اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء

ممبر: الشیخ عبداللہ بن قعود، ممبر: شیخ عبدالرزاق بن غدیان

ممبر: شیخ عبدالرزاق عفیفی، صدر: سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

فتوں کا جائزہ: ۔ پہلے فتوے کا نمبر (۱۶۱۵) ہے جس میں کہا گیا کہ وہ ظاہر ہوں گے یعنی نازل نہیں ہوں گے اور اس امت پر حکمرانی کریں گے۔ اس کے بعد چند کتابوں کا حوالہ دیکر ہدایت فرمادی کہ تفصیل ان میں پڑھ لی جائے۔

فتوے کا نمبر (۲۸۴۴) ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مھدیؑ سے متعلق احادیث تواترِ معنوی کو پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ ان کی شناخت کے لیے اہم ترین علامت یہ ہے کہ ''وہ زمین کو ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد وہ اسے عدل وہ انصاف سے بھر دیں گے۔'' اور مھدیؑ کے ماننے والوں کو ائیؑ کی شناخت کے لیے اپنے نقطہ نظر کے تحت ہدایت فرمادی جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں درج فتوے میں دیکھ جاسکتی ہے۔

تیسرے فتوے کا نمبر (۷۶۶۴) ہے۔ جو کہ ان تینوں فتوں کے اجراء کے دورانیہ میں طویل وقفہ کے پائے جانے کا ثبوت بھی محیا کرتا ہے۔ اس فتوے میں پانچ اہم باتوں کا تذکرہ ہے جس پر ہم اگلے صفحات میں تفصیلی بحث کریں گے۔ فتوں کو پڑھنے کے بعد قاری کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر نئے فتوے میں علامات وفرائض کا اضافہ کس بات کی غمازی کرتا ہے؟

پڑھنے والے کو شدت سے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس موضع پر فتوے کے لیے اور بیشمار سوالات بھی وصول ہوئے ہونگے۔ راقم الحروف کے خیال میں سولات کا انتخاب دورحاضر میں پائی جانے والی تشنگی سے وابسطہ مضامین پر رکھا جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا کردیا جاتا تو رہتی دنیا تک دورِحاضر کے مسلمانوں کی گراں قدر خدمت تصور کیا جاتا!

راقم الحروف یقین سے کہہ سکتا ہے کہ دورِحاضر کے اکثر لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ قرآنِ مجید جیسی ''مکمل اور آخری کتابِ ہدایت'' کی موجودگی میں مزید کسی ہادی، مہدی یا مسیح علیہا السلام کی بعثت کو ''اٹل حقیت'' کیوں تسلیم کروایا جارہا ہے؟

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عموماً لوگوں کے سوالات یا تو مھدی علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد ومنشائے خداوندی سے متعلق ہوا کرتے ہیں یا پھر اس صورتحال سے جو کہ سُنّی علماء کے ان اعلانات سے پیدا ہوئی ہے جس میں دین کی ہر لحاظ سے تکمیل، ہر قسم کی نبوت ورسالت کا اختتام اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان ہر قسم کے ذرائع مواصلات یعنی communication کے بند ہوجانے کی خبریں مشتہر کی گئی ہیں۔

مفتیانِ سعودی عرب سے لوگ یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ دونوں مقدس ہستیاں ''واجب التصدیق و مفترض الاطاعت '' ہستیاں ہیں؟ کیا مہدی علیہ السلام دیگر مہدیانِ برحق کی طرح ''امام مامور من اللہ'' امام ہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِنّــِیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[سورالبقرہ: ۱۲۴] کہہ کرحضرت ابراہیمؑ کو ''امام مامور من الله ''مقرر فرمایا اوراسی طرح حضرات اسحٰقؑ و یعقوبؑ کوبھی (وَ جَعَلۡنٰهُمۡ اَئِمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا) [سورہ الانبیاء:۷۳] ہدایت دینے والے ''ائمہ '' متعارف کروایا ہے!

ایک اوراہم سوال جس کا جواب مفتیانِ دینِ متین سے مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ اگر وہ دونوں مقدس ہستیاں ''واجب التصدیق'' ہیں اوران مفتی حضرات کے موجودہ عقیدہ کے مطابق اگر آج ان کا ظہور ہو جاتا ہے تو مسلمانوں کواس ظاہر ہونے والے موعود من اللہ کی تصدیق کن الفاظوں میں کرنی چاہیے؟

آخری سوال یہ ہے کہ تصدیق نہ کرنے اوران پر ایمان نہ لانے کی صورت میں روزِ حساب لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن تو نہیں بن جائیں گے؟

اب ہم دوبارہ سے فتوں کے جائزے کی طرف آتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں کہ تیسرے فتوے کو پڑھنے کے بعدراقم کواحساس ہوا کہ الحمدللہ سعودی فتویٰ کمیٹی کے ممبران پر تیسرا فتوی لکھتے وقت اللہ کا خوف غالب آ ہی گیا اورحق بات سے پردہ اٹھانا ہی پڑا مگر بہت ہی تکلف سے!راقم الحرف نے ''تکلف'' کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ آخری فتوے کا صرف ایک چھوٹا سا مرکب جملہ مہدی علیہ السلام کے مقصد بعثت کی ہلکی سی جھلک پیش کرر ہا ہے!

دیانت داری وراست بازی کا تقاضہ تو یہ تھااورآج بھی ہے کہ اس چھوٹے سے جملہ کوتفصیل و بساط کے ساتھ سارے مسلمانوں پرواضح کردیتے۔مگرشائید وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یوم حساب ان کے اس''تکلف''وغیرضروری''احتیاط'' کا مواخذہ نہیں ہوگا! واللہ یہ ان کی سب سے بڑی غلط فہمی ہے!

قارئین نے نوٹ کیا ہوگا کہ ان فتوں میں صرف تیسرا فتویٰ ایسا ہے جس میں حضرت مھدی علیہ السلام کے بارے میں چند اہم معلومات کا اضافہ کیا گیا ہے:

(۱) مھدی علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت سے ہونگے۔

(۲) مھدی علیہ السلام کا ظہور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔

(۳) وہ اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ حجّت قائم کریگا۔

(۵) ان کے ہاتھوں پر بیشمار لوگوں کو ہدایت بخشے گا۔

راقم الحروف کے خیال میں مضمون کو سمجھنے کے لیے یہ فتوی بڑی اہمیت کا حامل ہے! پچھلے صفحہ پر بیان کردہ جس مرکب جملے سے متعلق ہم نے ''تکلف'' کا لفظ استعمال کیا ہے وہ جملہ یہ ہے۔اسے غور سے پڑھیے! فرماتے ہیں:

''وہ اسلام کی طرف دعوت دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ **حجّت** قائم کرے گا اور ان کے ہاتھوں پر بے شمار لوگوں کو ہدایت بخشے گا۔''

مفتی حضرات نے اس جملہ میں بڑی اہم باتیں بیان کی ہیں مگر غیر واضح اور تذبذب میں مبتلا کردینے والے انداز میں! مثلاً جملے کے پہلے حصہ سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مھدی علیہ السلام ''**مامورمن اللہ داعی اسلام**'' نہیں ہوں گے بلکہ ایک عام مکلّف کی طرح کے ''**داعی اسلام** '' ہونگے! جیسے کہ انڈیا کے علامہ وحید الدین خان یا جماعت اسلامی کے (مرحوم) مودودی صاحب یا دیگر تبلیغی جماعتوں سے منسلک داعی ہوا کرتے ہیں! جاننا چاہیے کہ ایسے لوگوں کی نہ تو ''تصدیق'' ضروری ہوتی ہے اور نہ ہی ان پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور نہ ہی یہ لوگ ''مفترض الاطاعت'' ہوتے ہیں!

ہمارا خیال ہے کہ مفتی حضرات کی اس توضیح سے مھدی علیہ السلام کا مقام ومرتبہ مجروح ہوتا ہے! (نعوذ باللہ من الذٰلک) جس کا آخرۃ میں مواخذہ ضرور ہوگا!

حق تو یہ ہے کہ انؑ کا مقام و مرتبہ ایک ''**مامور من اللہ داعی الیٰ اللہ** ''[سورہ یوسف:۱۰۸]اور **ڈرانے والے** [سورہ الانعام:۱۹] کا ہے کیونکہ وہ''**منذرون ذکریٰ**'' [سورالشعراء:۲۰۸] کے زمرے سے تعلق رکھتے ہیں اور''**کتاب معلوم** ''[سورہ الحجر:۴] کے''**بیانؑ**'' کی تبلیغ و تعلیم پر **اللہ کی طرف سے مامور** ہیں۔

قارئین نے نوٹ کیا ہوگا کہ محترم مفتی حضرات نے مھدی علیہ السلام کی بعثت کے کے سلسلہ میں قرآنِ مجید کی ایک بہت ہی اہم و صحیح قرآنی اصطلاح ''**حُجّت**'' کا لفظ استعمال کیا ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اس کے مکمل مفہوم و اصطلاحی معنوں سے امّت کی اکثریت ناواقف ہی رکھی گئی ہے۔راقم الحروف کے خیال میں مفتی حضرات کو اس اہم صورت حال کا خیال رکھنا چاہیے تھا اور اس اصطلاح کی مزید وضاحت کرنی چاہیے تھی تاکہ تشخصِ اور مقاصد بعثت کھل کر سامنے آجائیں اور ہر شخص اصل منشاء الٰہیہ و دیگر حقائق سے آگاہ ہوجائے! آیئے اب دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے لفظِ ''**حجّت**'' کن معنوں میں استعمال کیا ہے اور''حجّت'' سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟

حجّۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی:

ویسے تو''**حجّت**'' کے لغاتی معنی''دلیل''''استدلال''''برہان''یا''سلطان'' ہیں۔مگر لفظِ حجّت میں اضافی مفہوم یہ پنہاں ہوتا ہے کہ اس میں پیش کردہ دلائل کے آگے مخاطَب بے بس و مجبور ہو جاتا ہے اور شکست مخاطَب کا مقدر بنتی ہے۔جب کہ''برہان'' اور ''سلطان'' کے الفاظ اس لفظ کے مترادفات ہیں۔اسی لفظ کو عربی میں''حجّۃ'' لکھا جاتا ہے۔ علامہ عبدالرّحمٰن کیلانی''مفردات القران''میں فرماتے ہیں:

''حـــجّۃ [دلیل کی ایک خاص قسم ہوتی ہے]اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جب ایک بات فریقین میں مسلّم ہو تو اس [مسلمہ امر] سے نتیجہ اخذ کر کے ایک فریق دوسرے کے سامنے

ثبوت کے طور پر پیش کرے۔ایسی دلیل کو **حجّة** کہتے ہیں۔''

یہ دلیل کیا ہے اوراس کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟اورکن لوگوں کولا جواب کرنے یا کن لوگوں پر غالب آنے کے لیے اللہ تعالیٰ اسکو استعمال کرے گا ؟ان حقائق کو جانے بغیر مفتی حضرات کا زیرِ بحث جملہ سمجھ میں نہیں آ سکتا!

مذکورہ بالا سوالات کا جواب قرآن مجید سے یہ ملتا ہے کہ قوموں پر عذاب نازل کرنے کا استحقاق اللہ تعالیٰ کو اس وقت حاصل ہو جاتا ہے جب نزولِ عذاب کے سلسلہ کے اسباب و شرائط کی تکمیل ہو جاتی ہے۔کیونکہ شرائط واسباب کی تکمیل ہو جانیکے بعد، وجود پذیر ہونے والی صورتِ حال سے اللہ تعالیٰ کو وہ دلائل وثبوت مہیا ہو جاتے ہیں جو کہ اس کی سنت کے تحت عدل کا تقاضہ ہوتے ہیں۔اوران تمام دلائل [**حجّت**] کے مہیّا ہو جانے کے بعد وہ **بری الزمہ** ہو جاتا ہے۔اسباب وشرائط کی تکمیل کو دینی اصطلاح میں ''**اتمامِ حجّت**'' کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رُ سُلاًمُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّايَكُوْنَ لِلنَّا س عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَالرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (رسول[ہماری طرف سے بھیجے جانے والے ناطق] ہوتے ہیں،خوشخبریاں سنانے والےاور [برے اعمال کے سبب آخرۃ میں دیئے جانے والے عذاب سے] ڈرانے والے؛ تا کہ **لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے۔**

اللہ [تعالیٰ] بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے)[سورہ النسآء:۱۶۵]

قیامِ **حجّت** کی مزید تفصیل اوروضاحت یہ ہے کہ جیسے جیسے نزولِ عذاب سے متعلق مخصوص ولازم شرائط واسباب پورے ہوتے جاتے ہیں اللہ کی'' **حجّت**'' بتدریج تکمیل کی طرف رواں دواں ہو جاتی ہے اور جب تک **اتمام حجّت** نہیں ہو جاتا اللہ تعالیٰ

عذاب نازل نہیں کرتا۔ یہ امر متذکرہ بالا آیتِ کریمہ میں مذکور قانون کے عین مطابق ہے اور چونکہ مھدی علیہ السلام کی بعثت بھی قرآن مجید واحادیث نبوی ﷺ کے تحت انہی لازمی **شروطِ الساعة** سے متعلقہ ضروری اموروا سباب سے تعلق رکھتی ہے۔ اِس وجہ سے محترم سعودی مفتیوں کو اقرار کرنا پڑا کہ:

''اللہ تعالیٰ مھدی علیہ السلام کے ذریعہ سے ''حجّت'' قائم کریگا''

کیونکہ انؑ کی بعثت، عدلِ الٰہیہ کے تقاضہ کے تحت اتمام حجّت کے شرائط کی ایک اہم دلیل ہے۔ اسی وجہ کے سبب بعثت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی عقیدہ تشکیل پایا ہے کیونکہ وہؑ قیامت کی آخری نشانیوں سے ہیں اور انؑ کی بعثت بھی ''**اتمامِ حجّت**'' کے آخری مراحل سے ہے؛ جب کہ مھدی علیہ السلام کی بعثت وسطی نشانیوں میں بیان ہوئی ہے؛ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

کیف تھلک امّتی انا فی اولھا عیسٰی ابن مریم فی آخرھا والمھدی من عترتی فی وسطھا (وہ امّت کیونکر ہلاک ہوگی جس کے پہلے میں ہوں، عیسٰی ابن مریم اس [امت] کے آخر میں ہیں اور المھدی میری عترت [بیٹی کی اولاد] سے درمیان میں ہیں؟) [مشکٰوۃ]

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ تینوں ذواتِ مقدسہ ''دافع ہلاکت'' ہیں۔

شاہ فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود کی طرف سے چھاپے جانے والے ''قرآن کریم'' جس کے مترجم جناب محمّد جونا گڑھی صاحب ہیں اور جس کی تفسیری حواشی علامہ صلاح الدین یوسف کے تحریر کردہ ہیں؛ سورہ الانعام کی آیتِ کریمہ:

ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ (یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو گمراہی کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس کی بستی کے

رہنے والے بے خبر رہے ہوں)[سورہ : الا انعام : ۱۳۱]

کے تفسیری فٹ نوٹ[foot note] میں صفحہ:۳۹۱ پر فرماتے ہیں:

(۱) **یعنی رسولوں کے ذریعہ سے جب تک اپنی حجّت قائم نہیں کردیتا ، ہلاک نہیں کرتا** جیسا کہ یہی بات سورہ فاطر آیت:۲۴۔سورہ النحل ۲۶۔سوررہ بنی اسرائیل ۱۵اور سورہ ملک ۸،۹ وغیر ہا میں بیان کی گئی ہے۔[صفحہ:۳۹۱؛سورہ الانعام؛آیت:۱۳۱]

مندرجہ بالا بیان sef-explainatory ہے اور ''**ذریعہ قیامِ حجّت**'' کے تشخص کی منشاء الٰہی کے مطابق تائید کرتا ہے۔ [واللہ العزیز الحکیم]

مضمون کو ختم کرنے سے پہلے دوبارہ سے ہم سعودی فتوے کے زیر بحث الفاظ کو دہرانا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ جملے کے باقی ماندہ حصے کا تجزیہ بھی ہو جائے:

''وہ اسلام کی طرف دعوت دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ **حجّت** قائم کرے گا اور ان کے ہاتھوں پر بے شمار لوگوں کو ہدایت بخشے گا۔''

یہاں ایک اور حقیقت کا اعتراف بھی پایا جاتا ہے مگر تلبیسی انداز میں! اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام سے ''**ھادی برحق**'' کا رول[role]ادا کروائیگا!!

اطلاعاً عرض ہے کہ ایسا فریضہ ایک ''**عبد کامل و متعلم باللہ**'' تابع تام نبی کریم ﷺ ہی سب سے زیادہ احسن طریقے سے ادا کرسکتا ہے! یہ بھی ایک سبب ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ''المھدی''مہدی بھی تسلیم کیا جاتا ہے اور ھادی بھی! یعنی ''المھدی'' مفعول بھی ہے اور فاعل بھی!! (والحمد للہ رب العالمین)

مصادر و منابع:

۱۔ظہورِامام مہدی؛ ایک اٹل حقیقت — ابوعدنان محمّد منیر قمر صاحب، مکتبہ کتاب وسنّت، تحصیل ڈسکہ۔سیال کوٹ، پاکستان

۲۔مترادفات القرآن — عبدالرحمٰن کیلانی، مکتبہ اسلام، وسّن پورہ؛ لاہور۔ پاکستان

۳۔قرآنِ کریم معہ اردو ترجمہ وتفسیر — محمد جونا گڑھی، شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس: مدینہ منورہ، سعودی عربیہ